ہمارے پیارے غوری صاحب (مرحوم ومغفور)

میں لگ بھگ پندرہ (۱۵) سال قبل ''المورد'' میں حصول علم کی غرض سے وارد ہوا تھا۔ کچھ عرصے بعد انھوں نے ہمیں ایک سمسٹر میں ''فارسی زبان'' پڑھائی تو ان سے بحیثیت استاد میرا پہلا تعارف ہوا۔ ماشاءاللہ، وہ ایک باغ و بہار شخصیت تھے۔ بعد میں ان سے ''زبور'' کے کچھ حصے پڑھنے کا بھی اتفاق ہوا جس سے ان کے اصل شوق اور اصل کام کا تعارف ہوا۔ تاہم اڑھائی سال کے تعلیمی عرصے میں ان سے بہت محدود تعلق رہا۔ البتہ، یہ جان کر از حد مسرت ہوئی تھی کہ سرکاری اسکولوں میں اسلامیات کی نصابی کتب کے مصنفین میں ایک نام ان کا بھی ہے۔

پھر کچھ عرصے بعد جب ''المورد'' کے لیے مجھے اپنی خدمات پیش کرنے کا موقع ملا تو ان سے باقاعدہ تعارف حاصل ہوا۔ ان کے علمی قد و قامت کا اندازہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت اور بائیبل پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ان کی عظیم الشان تحقیق کے بارے میں جان کر بے حد خوشی ہوئی۔ بیوی کی جدائی کا غم سہنے کے باوجود ان کی روٹین میں کوئی فرق واقع نہ ہوا اور نہ شگفتگی میں کوئی کمی آئی۔ ہمارا ان کے کمرے میں آنا جانا لگا ہی رہتا تھا۔ کبھی وہ کسی کام سے بلا لیتے اور کبھی ہم فرسٹ ایڈ دواؤں کے لیے ان کے پاس چلے جاتے۔ کافی عرصہ تک ان کے کمرے میں چائے کا وقفہ بھی بڑے اہتمام سے ہوتا رہا۔ اس میں پیٹ پوجا کے ساتھ ساتھ جو اعلیٰ علمی و ادبی خوراک میسر ہوتی رہی، اس کا کوئی نعم البدل نہیں تھا۔ محترم غوری صاحب کو اردو، فارسی اور عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی پر بھی بڑی اعلیٰ دسترس حاصل تھی اور ہمیں ان سے ہر طرح کی لغات میسر آ جاتی تھیں۔ ان کی اپنی ذاتی لائبریری میں بہت سی نایاب اور قیمتی کتب موجود تھیں۔

غوری صاحب کی خاص بات یہ تھی کہ ان کا ذوق تحقیق تو یقیناً بائبل تھی، لیکن وہ ایک جامع شخصیت تھے۔ اپنے

کام سے ان کو ''عشق'' تھا۔ چنانچہ انھوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد کمپیوٹر کا استعمال سیکھا اور اپنے کام کی حد تک وہ خود کفیل تھے۔ البتہ جہاں بھی ان کو کوئی مسئلہ ہوتا تو ہم سب ان کی خدمت کو اپنے کام پر ترجیح دیتے تھے۔ ہومیوپیتھی بھی ان کے شعبوں میں سے ایک شعبہ تھا۔ میں چونکہ ہمیشہ سے ہومیوپیتھی کو ایلوپیتھی پر ترجیح دینے والوں میں سے ہوں تو اکثر اس سلسلے میں بھی میں ان کے کمرے میں حاضری دیتا رہا ہوں، بلکہ مجھے انھی کی بتائی ہوئی دوائی سے ایک کئی سال پرانے تکلیف دہ مرض سے نجات ملی اور کئی سال بڑے سکون میں گزرے۔

مرحوم غوری صاحب ہمارے امام بھی تھے۔ صحت نے جب تک وفا کی، وہ یہ خدمت بھی سرانجام دیتے رہے۔ ان کی کئی پرسوز قراءتیں اس وقت بھی یاد آرہی ہیں۔ خاص طور پر ان کی معیت میں ان کی امامت میں جو جنازے پڑھنے کا اتفاق ہوا، وہ زندگی کا حاصل قرار دیے جا سکتے ہیں۔ میں ان کی میت کو کافی دیر تک دیکھتا رہا اور ان کے پڑھائے ہوئے جنازوں کو یاد کرتا رہا۔

غوری صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جنھیں صالح اور خدمت گزار اولاد ملی۔ میرا زیادہ تعارف صرف ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری صاحب سے ہے، بلکہ میں خوش قسمت ہوں کہ باپ بیٹا دونوں کا شاگرد بننے کا موقع ملا۔ امید واثق ہے کہ وہ اپنے عظیم باپ کے علمی کاموں کے وارث بنیں گے اور ہمیں فیض یاب کرنے کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ محترم غوری صاحب کی وفات ہم سب کا مشترکہ غم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بالخصوص ان کے بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اور ہمیں جنت میں ایک بار پھر ان سے ملا دے۔ آمین ثم آمین۔

أللّٰھم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه۔

—— حافظ محمد ابراہیم شیخ

(سابق استاد، المورد)